

خطبه (۸۲)

عمر و ابن عاص کے بارے میں

نابغہ کے بیٹے پر حیرت ہے کہ وہ میرے بارے میں اہل شام سے کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مسخرہ پن پایا جاتا ہے اور میں کھیل و تفریح میں پڑا رہتا ہوں۔ اس نے غلط کہا اور کہہ کر گنہگار ہوا۔ یاد رکھو کہ بدترین قول وہ ہے جو جھوٹ ہو اور وہ خوب بات کرتا ہے تو جھوٹی اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے، مانگتا ہے تو لپٹ جاتا ہے اور خود اس سے مانگا جائے تو اس میں مغل کر جاتا ہے۔ وہ پیمان شنی اور قطعِ حری کرتا ہے اور جنگ کے موقع پر بڑی شان سے بڑھ بڑھ کر ڈانتٹا اور حکم چلاتا ہے مگر اسی وقت تک کہ تواریں اپنی جگہ پر زور نہ پکڑ لیں اور جب ایسا وقت آتا ہے تو اس کی بڑی چال یہ ہوتی ہے کہ اپنے حریف کے سامنے گریاں ٹھوک جائے۔

خدا کی قسم! مجھے توموت کی یاد نے کھیل کو دے باز رکھا ہے اور اسے عاقبت فراموشی نے سچ بولنے سے روک دیا ہے۔ اس نے معاویہ کی بیعت یوں ہی نہیں کی، بلکہ پہلے اس سے یہ شرط منوالی کہ اسے اس کے بدالے میں صلح دینا ہو گا اور دین کے چھوٹ نے پر ایک ہدیہ پیش کرنا ہو گا۔

--☆☆--

(۸۲) وَمِنْ كَلَمِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

فِي ذِكْرِ عَمْرٍ وَ بْنِ الْعَاصِ

عَجَبًا لِابْنِ النَّابِغَةِ! يَزْعُمُ لِأَهْلِ الشَّامِ أَنَّ فِي دُعَابَةٍ، وَ أَنِّي أَمْرُؤُ تَلْعَابَةٌ: أَعَافِسُ وَ أَمَارِسُ! لَقَدْ قَالَ بَا طَلَاءً، وَ نَطَقَ اثْئَاءً. أَمَّا وَ شَرُّ الْقُولِ الْكَذِبُ. إِنَّهُ لَيَقُولُ فَيَكْذِبُ، وَ يَعْدُ فَيُخَلِّفُ، وَ يَسْئَلُ فَيُعَلِّفُ، وَ يُسْكَنُ فَيَبْخَلُ، وَ يَخْوُنُ الْعَهْدَ، وَ يَقْطَعُ الْإِلَّا، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْحَرْبِ فَأَمَّى زَاجِرٍ وَ أَمِيرٍ هُوَ! مَا لَمْ تَأْخُذِ السُّبُوفُ مَا خَذَلَهَا، فَإِذَا كَانَ ذُلِكَ كَانَ أَكْبَرُ مَكِيدَتِهِ أَنْ يَمْنَحَ الْقِرْمَ سَبَبَتِهِ.

أَمَّا وَاللَّهُ! إِنِّي لَيَمْنَعُنِي مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ، وَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ نِسْيَانُ الْآخِرَةِ، إِنَّهُ لَمْ يُبَايِعْ مُعَاوِيَةَ حَتَّى شَرَطَ لَهُ أَنْ يُوَتِّيَهُ آتِيَّةً، وَ يَرْضَخَ لَهُ عَلَى تَزَكِ الدِّينِ رَضِيَّخَةً.

-----☆☆-----

ٹ ”فاتح مصر“ عمر و ابن عاص نے اپنی عربی کو سپرنا کر جو جوانمردی دھانی تھی، اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میدانِ صحن میں امیر المؤمنین علیہ السلام سے اور اس سے مٹ بھیڑ ہوئی تو اس نے تواریکی زدے پنکے کیلئے اپنے کوبرہنہ کر دیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس کی اس ذمیل حرکت کو دیکھا تو منہ پھیر لیا اور اس کی جان بخش دی۔ عرب کے شاعر فرزدق نے اس کے متعلق کہا ہے:

لَا خَيْرٌ فِي دُفْعِ الْأَذَى بِمَذَلَّةٍ كَمَا رَدَّهُ يَوْمًا بِسُوئَتِهِ عَمْرُو

”کسی ذلیل حرکت کے ذریعے گزندگو دوڑ کرنے میں کوئی خوبی نہیں، جس طرح عمر نے ایک دن بہمنہ ہو کر اپنے سے گزندگو دوڑ کیا۔“^۱

عمر و کواس قسم کی دنی حرکتوں میں بھی اجتہاد فکر صیب رہتا، بلکہ ان میں بھی دوسروں ہی کا مقلد تھا۔ یہونکہ سب سے پہلے جس شخص نے یہ حرکت کی تھی، وہ طلحہ ابن ابی طلحہ تھا جس نے آحد کے میدان میں امیر المؤمنین علیہ السلام کے سامنے برہمنہ ہو کر اپنی جان بچائی تھی اور اسی نے دوسروں کو بھی یہ راستہ دکھایا تھا۔ چنانچہ عمر و کے علاوہ بسرابن ابی ارطاة نے بھی حضرتؐ کی تواریکی زد پر آ کر یہی حرکت کی اور جب یہ کارنما یا دکھانے کے بعد معاویہ کے پاس آگیا تو اس نے عمر و ابن عاصی کے کارنامے کو بطور سند پیش کر کے اس کی خجالت کو مٹانے کیلئے کہا:

لَا عَلَيْكَ يَا بُشْرٌ اِرْفَعْ طَرْفَكَ وَلَا تَسْتَحِي، فَلَكَ بِعَمْرٍ وَأُسْوَةً.
اے بسر! کوئی مضاائقہ نہیں! اب یہ بانے شرمانے کی بات کیا رہی جبکہ تمہارے سامنے عمر و کا نمونہ موجود ہے۔^۲



^۱ خزانۃ الادب، ج ۱، ج ۷، ۳۰۷؛ مطبوعہ دار المکتبۃ الہلال، بیروت، ۱۹۸۴ء۔

^۲ مکار الانوار، ج ۳، ج ۱، ۲۳۳؛ مطبوعہ دار حیاء التراث العربي، بیروت، ۱۹۰۳ء۔